International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:671 - 685

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

ابن رجب حنبلی کے صوفیانہ افکار: تجزیاتی مطالعہ

Sufi Thoughts of Ibn Rajab Hanbali: An Analytical Study

Hafiz Muhammad sharif
PhD scholar department of Islamic studies, GCU Faisalabad
badri.sharif786@gmail .com
Dr Muhammad Altaf Sultani
Jamia Akbria Rizvia Faisalabad
Altafsultani03@gmail.com
Muhammad Zahid Nawaz
PHD Scholar Gomal university, visiting lecturer UOL,
zahidiribzu1517@gmail.com

Abstract

Ibn Rajab Hanbali, a distinguished scholar of the 14th century, made significant contributions to Sufi thought that remain relevant in contemporary discussions of Islamic spirituality. His works reflect a unique synthesis of traditional Islamic teachings and Sufi practices, emphasizing the importance of adhering to the Qur'an and Sunnah while engaging in the mystical aspects of faith. In his most notable work, "Jami' al-Ulum wa al-Hikam," Ibn Rajab explores key Sufi concepts such as love for God, the significance of inner purification, and the necessity of sincerity in worship. He contends that genuine Sufism is not a departure from orthodox Islam but rather an extension that deepens one's spiritual experience. His writings advocate for a balanced approach that integrates legal obligations with spiritual aspirations, highlighting that both dimensions are essential for a complete understanding of Islam. Ibn Rajab's thought is characterized by his critical stance against practices he deemed as innovations (bid'ah) that strayed from the authentic teachings of Islam. He provides a rigorous analysis of various Sufi practices, discerning between those that align with Islamic principles and those that do not. This analytical perspective not only reinforces the credibility of Sufism but also serves as a guide for adherents seeking a path that aligns with Islamic values. His influence extends beyond his lifetime, as his ideas have shaped the development of various Sufi orders and continue to resonate with scholars and practitioners today. Through this analytical study of Ibn Rajab's Sufi

CC BY

thoughts, we gain valuable insights into the harmonious relationship between spiritual practice and religious observance in Islam.
Keywords: Ibn Rajab Hanbali, Sufi thought, Islamic spirituality, inner purification, orthodox Islam.

تعارف موضوع

تصوف اسلامی تعلیمات میں سے اہم ترین موضوع ہے۔ اسلامی ورثہ اور کتب و تصانیف میں ایک بہت بڑا ذخیرہ تصوف پر مبنی ہے۔ اور مسلم تاریخ میں ایک بہت بڑا طبقہ صوفیاء کے طور پر جانا جاتا ہے۔ طبقہ صوفیا اسلامی تاریخ کا ایک اہم ترین حصہ ہے۔ ان شخصیات نے ترویج اسلام اور اشاعتِ دین میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ دور دراز کے علاقوں تک اسلام کی شمع کو روشن کرنے میں ان صوفیا کا کردار بہت اہم ہے۔ بہت سے علاقوں میں جہاں اسلامی لشکر فتوحات کے ساتھ آگے بڑھتے گئے صوفیاء کرام اور علماء کرام وہاں پہنچ کر لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں اسلام کی محبت پیدا کرتے گئے اور تعلیمات اسلامیہ کو نقش کرتے گئے۔ خاص طور پر جب ہم برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس خطے میں صوفیا کا کردار بہت اہم جانا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں مسلم پیشواؤں اور مقتدایاں کے دو طبقے بن گئے ہیں اور عمومی و عرفی طور پر انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے: ایک کو علماء و فقہاء اور محدثین وغیرہ کے طور پر جانا جاتا ہے اور دوسرے صوفیا اور زہاد کے طور پر معروف ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو حقیقی صوفی ہیں وہ کتاب و سنت کے کامل عالم و عارف بھی ہوتے ہیں اور جو کامل و مکمل عالم ہوتے ہیں وہ صوفی اور زاہد بھی مکمل ہوتے ہیں۔ البتہ ان کے تبلیغی اور اشاعتی کارناموں کے جدا جدا ہونے کی وجہ سے ان کا تعارف الگ الگ ہو جاتا ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر ان میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ نہ ہی صوفیا کرام علماء اور علم کے منکر ہوتے ہیں اور نہ ہی علماء صوفیا و تصوف کو غلط سمجھتے ہیں۔ البتہ جب جاہل، بد عمل، بدعتی اور منحرفینِ کتاب و سنت صوفیا سامنے آتے ہیں تو علماء ان پر تنقید ضرور کرتے ہیں اور حقیقی صوفیا بھی ان پر تنقید کرتے ہیں۔ اسی طرح جب بے عمل، دنیا پرست اور کورے علما ظاہر ہوتے ہیں تو صوفیا و صلحا ان پر اعتراض کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کامل علماء خود بھی ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ جب ایسا ہوتا ہے تو کج فہم لوگ صوفیا کو علماء کا مخالف اور علماء کو صوفیا کا مخالف خیال کرنے لگتے ہیں۔ اور جو بے راہ صوفیا ہوتے ہیں وہ اس قسم کی تنقید کو اپنے مقاصدِ باطلہ کے لیے استعمال کرتے ہیں اور دوسرے طرف جو بے عمل علماء ہوتے ہیں وہ ان اکابر علماء کی اس تنقید کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے لگتے ہیں۔

ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ ایک عظیم عالم دین اور صوفی باصفا انسان تھے۔ جنہوں نے علمِ دین کی اشاعت اور تعلیماتِ اسلامیہ کی ترویج میں بہت خوب خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے عوام و خواص کی اصلاح و تربیت کے لیے کوشش و کاوش کرتے رہے ہیں۔ آپ نے جہاں علم کے ساتھ اپنی ذات کو آراستہ کیا تھا ایسے ہی تصوف کے زیور کے سے بھی مزین تھے۔ آپ نے تصوف کے متعلق وہی نظریہ پیش کیا ہے جو عام طور پر علماء کا ہے کہ تصوف قرآن و

سنت کی تعلیمات کے تابع ہے۔ لہٰذا جو عمل کتاب و سنت کی مخالفت میں ہو اس کو رد کر دیا جائے۔ درج ذیل میں آپ کے نظریہ تصوف پر تفصیلی بحث شامل کی جائے گی۔

ابن رجب حنبلی کا تعارف

ابن رجب حنبلی ایک عظیم مسلم رہنما ہیں جن کے آثار و خدمات اسلامی تاریخ کی حسین یادداشت میں بحسن و خوبی محفوظ ہیں۔ آپ نے ملتِ اسلامیہ کے ارتقاء کے لیے بہترین کردار ادا کیا ہے۔ مسلم دنیا میں جن شخصیات کی خدمات کے سبب آج دنیا کے ہر ہر کونے میں اسلام کی شمع روشن ہے ان میں ایک نام ابن رجب حنبلی کا بھی ہے۔ آپ ایک عظیم صوفی منش عالم اور علم دوست زاہد تھے۔ آپ نے مختلف علوم و فنون میں تالیفی و تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں۔ جو قیامت کے دن تک مسلمانوں کے ہاں بہت قابلِ قدر رہیں گی۔ آپ کا نظریہ تصوف بیان کرنے سے پہلے ایک مختصر تعارفی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

نام و نسب اور ولادت

آپ کا مکمل نام مع نسب و کنیت و القاب درج ذیل ہے:

الحافظ زین الدین و جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن الشیخ الامام المقرئ المحدث شہاب الدین احمد بن الشیخ الامام المحدث ابی احمد رجب عبد الرحمن البغدادی ثم الدمشقی الحنبلی۔ الشہیر ابن رجب حنبلی۔ آپ کی یہ نسبت اپنے دادا شیخ ابو احمد رجب عبد الرحمن کی طرف ہے۔ کہ جو بہت بڑے امام، عالم، زاہد قدوۃ العلماء و الصالحین تھے اور فقہ حنبلی کے بہت بڑے مستند و معتمد و موثق عالم تھے۔[1]

آپ 736ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔[2]

تعلیم و تربیت اور مشائخ

آپ اپنے والد کے ساتھ 744ھ کو بغداد سے دمشق آئے اور یہاں ابن النقیب اور نووی نے آپ کو اجازت عطا کی۔ مکہ میں آپ نے عثمان بن یوسف سے سماع کیا اور اپنے والد سے سماعِ حدیث کرتے رہے۔ اور آپ نے محمد (بن اسماعیل بن ابراہیم) ابن الخبازی، (جمال الدین ابو سلیمان) ابراہیم بن داود العطار، (فتح الدین) ابو الحرم محمد بن قلانسی سے تحصیلِ علم کیا۔ مصر میں صدر الدین ابو الفتح محمد میدومی سے سماع کیا[3]۔ ان کے علاوہ آپ کے مشائخ میں درج ذیل نام بہت اہمیت کے حامل اور خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں: قاضی ابو العباس المشہور ابن القاضی الجبل، صلاح الدین ابو سعید خلیل بن کیکلدی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ۔[4]

تلامیذ و تصانیف اور وفات

ایک عالم کی یادگار، آثار و باقیات اسکی تصانیف اور تلامیذ کی صورت میں موجود رہتے ہیں درج ذیل میں اختصار سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں اہم ترین نام: احمد بن ابو بکر الحلبی الحموی الحنبلی المعروف ابن الرسام، داود بن سلیمان موصلی دمشقی حنبلی، عبد الرحمن بن احمد دمشقی مکی، حافظ عبد الرحمن بن محمد ابوذر المصری حنبلی المعروف زرکشی، علی بن محمد طرطوسی، علاؤالدین علی بن محمد البعلی دمشقی حنبلی المعروف بن اللحام، ابو حفص عمر بن محمد حلبی المعروف ابن المزلّق۔ (5)

آپ نے کثیر کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں تفاسیر اور علوم القرآن پر مشتمل کتب، علوم الحدیث و شروحات الحدیث پر، سیر و تواریخ، فقہیات اور تصوف پر تصنیف کی گئی کتب خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔ مگر ان سب کا یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث بنے گا۔ آپ کی تصنیف لطائف المعارف کے مقدمہ میں آپ کی کل تصانیف کا عدد 73 ذکر کیا گیا ہے۔ (6) جبکہ مختلف تذکروں میں اس سے کم یا زیادہ کا ذکر موجود ہے۔ یعنی آپ کی تصانیف کی تعداد پون صد تک پہنچتی ہے۔

الدرر الکامنہ میں ابن حجر نے ذکر کیا کہ آپ نے ماہِ رجب میں 795ھ کو وفات پائی۔ اور آپ اپنی وفات سے کچھ ایام قبل گورکن کو پاس آئے اور اسے ایک جگہ اشارہ کرتے ہوئے حد متعین کر کے کہا کہ یہاں میرے لیے قبر کھود دو۔ گورکن کہتا ہے میں نے آپ کے لیے قبر کھود دی آپ اس میں اترے، اسے پسند کیا اور اس میں لیٹ گئے پھر فرمایا یہ بہترین ہے۔ وفات کے بعد اسی قبر میں دفن ہوئے۔ (7)

ابن المبرد نے کہا:

"و دفن بباب الصغیر الی قبر الشیخ ابی الفرج الشیرازی"۔ (8)

(اور آپ کو باب الصغیر کے پاس شیخ ابو الفرج شیرازی کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔)

شیخ ابو الفرج شیرازی ایک اللہ کے ولی تھے۔ اور آپ نے ان کے قریب قبر پہلے ہی خود بنوالی تھی۔ اور اپنی خواہش کے مطابق ایک اللہ کے ولی کے قرب میں دفن ہوئے۔

ابن رجب حنبلی کا نظریہ تصوف

ابن رجب حنبلی ایک ایسے عالم تھے کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔ وہ حقیقت عالمِ باعمل اور صوفی باصفا تھے۔ انہوں نے علمِ شریعت پر مکمل طور پر عمل کر کے اسے اپنے لیے علمِ نافع بنا

لیا تھا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ ایک عالم جو دوسروں کو دین اور بھلائی کی ترغیب و تلقین کرتا ہے اسے چاہیے کہ سب سے پہلے خود کو سنوارے اور اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اَ تَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ"۔[9]

(کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے۔)

ایک عالم کے لیے سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔ ابن رجب حنبلی تو ایک بہت بڑے عالم کتاب و سنت تھے تو وہ کیسے اس سے غافل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ذات میں علم و تصوف کو جمع کر دیا اور علم و عمل کا بہترین پیکر تھے۔ آپ نے ہمیشہ قرآن و سنت کی اتباع کی ہے اور اس کے خلاف کسی چیز کو قبول نہیں کیا۔ آپ کے نزدیک تصوف قرآن و سنت کی کامل اتباع کا نام ہے۔ جس نے بھی اس راہ کو ترک کیا وہ گمراہ ہو گیا۔ نہ وہ صوفی ہے اور نہ ہی ایک اچھا مسلمان ہے۔ اس بنیاد پر آپ اور دیگر محدثین وفقہاء کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ مبتدع اور بد عمل صوفیا پر اعتراض کرتے آئے ہیں۔ جن صوفیا نے کتاب و سنت کی اتباع ترک کر دیا اور شرعی علوم کی طرف راغب نہ ہوئے بلکہ ان کی اہمیت کو کم جانا ان پر ہمیشہ سے اس طبقہ کے علماء نے تنقید کی ہے۔ اور انہیں راہِ راست پر لانے کے لیے اپنی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے بھرپور کوشش کی۔ جب علماء ایسے صوفیا پر تنقید کرتے ہیں اور ان کے غلط اعمال میں ان کی اصلاح کے لیے کلام کرتے ہیں تو پھر وہ صوفیا ان علماء پر الزام عائد کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ تصوف اور صوفیا کے مخالف ہیں۔ اور اسی طرح وہ لوگ جو حقیقت میں تصوف اور صوفیا کے مخالف ہیں وہ بھی ان علماء کی تنقیدی عبارات کو بطور دلیل کے پیش کرنے لگتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ علماء خود بھی صوفی منش اور زہاد و صلحا میں سے ہوتے ہیں۔ اور صوفیاء و صلحا سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جو حقیقت میں صوفی ہیں وہ بھی ان کی پہچان کرتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ بلکہ ان سے اسلامی تعلیمات حاصل کرتے ہیں اور ان کے مطابق اپنی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔

آپ نے تصوف یا صوفی کی اصطلاح کا تو استعمال نہیں کیا ممکن ہے کسی جگہ کیا بھی ہو۔ لیکن اگر نہ بھی کیا ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اصل اہمیت اصطلاحات کی نہیں ہے بلکہ علم و عمل اور زہد و تقوی کی ہے۔

ابن رجب کا تعارف بطور صوفی

ابن رجب حنبلی کا ذکر کیونکہ عموماً علم و فن کی کتب میں ہوتا ہے۔ اور اہلِ بحث و تحقیق ان کی کتب کو پڑھتے اور ان پر بحث کرتے رہتے ہیں۔ اور علمی و فنی میدان میں ان کا تذکرہ عام رہتا ہے اس لیے ان کا تعارف علمی حلقوں میں تو خوب ہے۔ اور ا

س سے آپ ایک عالم فاضل کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ آپ کی کتب کا مطالعہ کرنے والے اور آپ کے تذکار جلیلہ و جمیلہ کو پڑھنے والے اس حقیقت کو بھی جانتے ہیں کہ علماء کے ہاں آپ کا تعارف ایک زاہد و صوفی کے طور پر بھی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ابن رجب حنبلی ایک زاہد و صوفی عالم تھے۔ جیسا کہ کثیر علمانے جب آپ کا تذکرہ کیا ہے تو آپ کو عالم، محدث، فقیہ کے ساتھ ساتھ عابد، زاہد اور متقی و متورع کے عنوانات سے بھی یاد کیا ہے۔ شذرات الذھب میں عبدالحی شہاب الدین ابن العماد حنبلی ان کے اوصاف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"الشيخ ، الامام ، العالم ، العلامة ، الزاهد ، القدوة ، البركة ، الحافظ ، الثقة ، الحجة، الحنبلى المذهب"۔[10]

(شیخ، امام، عالم، علامہ، زاہد، (صوفیا و صلحا کے) پیشوا و مقتدا، صاحبِ برکت و تبرک، حافظ الحدیث، (اہلِ علم و حدیث میں) حجت، اور مذھباً حنبلی۔)

کتنا شاندار اور بہترین انداز میں تعارف کرایا ہے، کہ صفاتِ علمیہ بھی ذکر کی ہیں اور ساتھ میں صفاتِ عملیہ و صوفیہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح انہوں نے آپ کے زہد و تقوی کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

"عرف ابن رجب بالفضل و الورع ، و الميل الى العزلة ، و التفرغ للعلم و التصنيف ، فقد كان لا يعرف شيئا من امور الناس، و لا يتردد الى احد من ذوى الولايات ، و كان يسكن بالمدرسة السكرية۔ وكان فقيرا متعففا من الناس۔"[11]

(ابن رجب حنبلی فضل و ورع کے ساتھ، اور عزلت نشینی کی طرف میلان رکھنے میں، اور علم و تصنیف میں مشغول رہنے میں معروف تھے۔ اور وہ لوگوں کے معاملات میں سے کسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور وہ امراء و والیان میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اور وہ مدرسہ سکریہ میں رہتے تھے۔ اور وہ ایسے فقیر تھے کہ جو لوگوں سے کرنے سے بچتے تھے۔)

تصوف تقوی و زہد کا ہی نام ہے۔ اگر تقوی و زہد اور ورع نہ ہو تو پھر کوئی تصوف نہیں ہے۔ ایک صوفی کا یہی مزاج ہوتا ہے کہ وہ ورع و تقوی کا پیکر ہوتا ہے اور دنیا داری سے بے رغبت ہوتا ہے۔ اور اسے دنیاداروں میں سے کسی سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ گوشہ نشینی انہیں سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ ابن رجب حنبلی بھی اسی ذوق کے حامل تھے۔ بہت سے خود کو صوفی کہلانے والے اس مقام تک نہیں پہنچ پاتے۔ بظاہر صوفی کہلاتے ہیں مگر دنیاداری اور نفس پرستی کا شکار ہوتے ہیں۔ ابن رجب حنبلی ایک حقیقی صوفی اور زاہد تھے۔ آپ کے حوالے سے تمام علماء و صوفیا کا اتفاق ہے کہ آپ زاہد و عابد اور متقی و متورع تھے۔ ابن ناصر الدین ان کے متعلق کہتے ہیں:

"الشيخ الامام العلامة الزاهد القدوة البركة الحافظ العمدة الثقة الحجة اوعظ المسلمين، مفيد المحدثين زين الدين۔۔۔ احد الائمة الزهاد و العلماء العباد"[12]

(شیخ، امام، علامہ، زاہد، (علماء و صوفیا کے) قدوہ، صاحبِ برکت، حافظ الحدیث، معتمد، موثق، (اصحابِ علم کے ہاں) حجت، مسلمانوں میں سب سے بڑے واعظ، محدثین میں فائدہ بخشنے والے زین الدین۔۔۔ کثرت سے زہد اختیار کرنے والے ائمہ اور کثرت سے عبادت کرنے والے علماء میں سے تھے۔)

آپ نے ہمیشہ زہد وورع اور تقوی و پرہیز گاری والی زندگی گزاری ہے۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی خلافِ سنت کوئی عمل نہیں کیا اور نہ ہی وہ کبھی خلافِ سنت چلنے والوں سے کوئی تعلق رکھتے تھے۔ اور ابن المبرد نے کہا:

"زين الدين ابوالفرج ابن الشيخ شهاب الدين ابى العباس احمد بن رجب الحنبلى البغدادى الدمشقى الفقيه الزاهد البارع الاصولى المفيد المحدث"۔[13]

(زین الدین ابو الفرج بن شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن رجب حنبلی بغدادی دمشقی، کہ جو فقیہ، زاہد، صاحبِ خیر و تقوی، ایسے صاحبِ علم الاصول کہ جو فائدہ بخشنے والے اور محدث ہیں۔)

اور ابن المبرد نے مزید کہا:

"وكان احد ائمة الحفاظ الكبار، و العلماء الزهاد و الاخيار"۔[14]

(اور آپ حفاظ ائمہ کبار میں سے اور علماءِ زاہدین وصلحاء واخیار میں سے ایک تھے۔)

الغرض یہ کہ اہلِ علم و تذکار کے ہاں آپ کا تعارف عالم وزاہد دونوں طرح سے موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ علماء کے ہاں علمی اصطلاحات اور القابات کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ اور وہ اسی چیز کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور ان کے ہاں صوفیانہ اصطلاحات اور القابات کا ذکر بہت کم ہوتا ہے۔ قدوہ، زاہد، بارع، ورع، واعظ، عابد اور برکۃ وغیرہ صوفیا کی اصطلاح ہیں۔ اور یہ تمام اصطلاحات ابن رجب حنبلی کے لیے کثیر علماء نے استعمال کی ہیں۔ جن میں سے بطور مثال کے چند کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے۔

ابن رجب کے نزدیک صوفیا سے استناد

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ ابن رجب حنبلی خود بھی صوفی منش انسان تھے اور آپ صوفیا سے محبت کرنے والے تھے، نہ صرف یہ بلکہ آپ نے اپنی کتب میں صوفیا سے استناد کیا ہے۔ اور ان کی باتوں سے احتجاج کیا ہے۔ جیسے درج کیا:

"كانت امراة حبيب العجمى توقظه بالليل و تقول: ذهب الليل و بين ايدينا طريق بعيد وزادنا قليل و قو افل صالحين قد سارت قدامنا و نحن قد بقينا"۔[15]

(حبیب عجمی کی ایک بیوی تھی کہ جو انہیں رات کو بیدار کرتی اور کہتی: رات جا رہی ہے اور ہمارے سامنے راستہ بہت لمبا ہے، اور ہمارا زادِ راہ بہت کم ہے، صالحین کے قافلے ہم سے بہت آگے جا چکے ہیں اور ہم ابھی تک یہیں کھڑے ہیں۔)

اسی طرح درج کیا:

"انشد بعض العارفين:

الامان الامان وزری ثقيل　　وذنوبی اذا عددت تطول"[16]

(عارفین میں سے کسی نے کہا: ہائے امان! ہائے امان! میرا تو بوجھ بہت بھاری ہو گیا، اور میرے گناہ جب میں نے گنے تو فہرست بہت طویل ہو گئی۔)

اس طرح داؤد طائی کے بارے کہا کہ انہوں نے ایک عورت کے مقبرہ سے معرفت پر دو اشعار سنے تو آپ کی کیفیت یہ ہو گئی:

"فوقعتا من قلبه موقعا، فاستيقظ بهما ورجع زاهدا فی الدنيا، راغبا فی الآخرة، فانقطع الی العبادة الی ان مات رحمه الله"۔[17]

(وہ اشعار ان کے دل پہ جا لگے، تو ان کے سبب خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے اور دنیا سے بے رغبت ہو گئے، آخرت کی طرف راغب ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف علیحدہ ہو گئے اور موت تک اسی حال میں رہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔)

ان کے علاوہ بھی کئی مقامات پر آپ نے صوفیا کرام کے واقعات، اقوال اور مواعظ کو بطور سند کے پیش کیا ہے۔

مجالسِ وعظ و تذکیر کا اہتمام

صوفیا کا ایک طریقہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لیے مواعظ کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ ان کے دلوں پر اثر انداز ہونے والے مواعظ کے ساتھ ان کی اصلاح کرتے ہیں۔ ان مواعظِ حسنہ کے ساتھ لوگ تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ ابن رجب حنبلی نے بھی یہ طریقہ اختیار کیا اور ہمیشہ لوگوں کو وعظ کرتے رہے۔ انہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی تعلیم دیتے۔ ابن العماد نے کہا:

"وكانت له مجالس تذكير للقلوب صارعة، وللناس عامة مباركة نافعة، اجتمعت الفرق عليه، و مالت القلوب بالمحبة اليه، و له مصنفات مفيده و مؤلفات عيدة"۔[18]

(اور آپ کے ہاں وعظ و تذکیر کی ایسی مجالس ہوتی تھیں کہ جو دلوں کو جھنجھوڑ دینے والی ہوتیں اور ہلا کر رکھ دیتی تھی، اور عامۃ الناس کے لیے برکت کا باعث اور نفع مندی کا سبب ہوتیں، مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے لوگ آپ کی ذات پر جمع ہو جاتے، اور دل آپ کی محبت میں آپ کی طرف مائل ہو جایا کرتے تھے، اور (اس میں) آپ کی بہت مفید اور متعدد تصنیفات موجود ہیں۔)

اسی طرح ابن حمید نے کہا ہے:

"قال العليمي: هو الشيخ الامام و الحبر البحر الهمام العالم العامل البدر الكامل القدوة الورع الزاهد الحافظ الحجة الثقة شيخ الاسلام و المسلمين وزين الملة و الدين واعظ المسلمين مفيد المحدثين جمال المصنفين ابوالفرج عبدالرحمن"۔(19)

(علیمی نے کہا: وہ شیخ، امام، بلند پایہ عالمِ کامل کہ علم کا سمندر، عالم باعمل، بدرِ کامل، مقتدا و پیشوا، صاحبِ ورع و تقوی، زاہد، حافظ الحدیث، حجتِ موثقہ، شیخ الاسلام و المسلمین، دین و ملت کی زینت، مسلمانوں کے عظیم واعظ، محدثین میں فائدہ پہنچانے والے، مصنفین کا جمال ابوالفرج عبدالرحمن (ابن رجب)۔)

آپ کی مجالس بہت اہم ہوا کرتی تھیں اور لوگ ان میں شریک ہو کر اپنی اصلاح کا سامان کرتے۔ آپ کے مواعظ لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتے تھے۔

اوراد و وظائف کی تعلیم

صوفیا کے ہاں یہ طریقہ بہت معروف اور مروج ہے کہ وہ مریدین اور معتقدین کو اوراد و وظائف مقرر کر دیتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر ان وظائف کو مکمل کریں۔ یا مختلف ایام اور اوقات کے لیے وظائف مقرر کرتے ہیں۔ اور یہ وظائف مقرر کرنا خود رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی احادیث میں مختلف وظائف بیان فرمائے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو یاد کرتے اور ان پر عمل کرتے۔ پھر آگے بیان کرتے گئے اور علماء و صوفیا نے ان کو لیا اور ان پر عمل کیا۔ ایسے ہی ابن رجب حنبلی نے بھی دیگر امور کے ساتھ اوراد و وظائف کو بھی بہت خاص اہمیت دی ہے۔ آپ نے اس مقصد کے لیے ایک بہت عمدہ کتاب تحریر کی ہے۔ جسے انہوں نے لطائف المعارف کا عنوان دیا ہے۔ اس میں مختلف ایام و شہور اور مختلف اوقات کے وظائف کو ذکر کیا ہے۔

اسی کتاب کے مقدمہ میں وظائف کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں:

"و ما من هذه المواسم الفاضلة موسم الا و لله تعالٰی فيه وظيفة من وظائف طاعاته، يتقرب بها اليه، و لله فيه لطيفة من لطائف نفحاته يصيب بها من يعود بفضله و رحمته عليه۔ فالسعيد من اغتنم مواسم الشهور و الايام و الساعات ، و تقرب فيها الى مولاه بما فيها من وظائف الطاعات، فعسى ان تصيبه نفحة من تلك النفحات ، فيسعد بها سعادة يامن بعدها من النار ما فيها من اللفحات"۔[20]

(ان فضیلت والے زمانوں میں ہر ایک کے اندر اللہ کی اطاعت کے وظائف میں سے کوئی وظیفہ موجود ہوتا ہے، کہ جس کے ذریعہ بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے، اور اللہ کی تجلیات و برکات کے لطائف و عنایات میں سے کچھ عنایات موجود ہوتی ہیں کہ جو اس بندے کو پہنچتی ہیں جو اس کے فضل اور رحمت کے ساتھ اس وظیفہ پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے۔ تو خوش بخت ہے وہ شخص کہ جو ان مہینوں، ایام اور گھڑیوں کو غنیمت جانے اور ان میں موجود طاعات کے وظائف کے ذریعہ اپنے مولا کا قرب حاصل کرے۔ ممکن ہے کہ اس پر ان برکات و عنایات میں سے کوئی عنایت ہو۔ تو وہ اس کے ساتھ اس طرح سعادت مند ہو جائے گا کہ اس کے بعد دوزخ کی سختیوں اور ہولناکیوں سے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔)

ذکر کی تعلیم و تلقین اور رقتِ قلبی

اوراد و وظائف میں ہر ایک کی اصل اللہ کا ذکر اور یاد ہے۔ خاص طور پر اللہ کے ذکر کو صبح و شام اپنا معمول بنانے کی فضیلت و اہمیت قرآن و سنت میں جابجا بیان کی گئی ہے اور اس کی اہمیت کا بیان بہت واضح ہے۔ صوفیا کے ہاں اللہ کے ذکر کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ابن رجب حنبلی بھی اللہ تعالٰی کے ذکر میں مشغول رہنے والے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ اللہ کا ذکر دلوں کو نرم کرتا ہے اور خوف و خشیتِ الٰہی پیدا کرتا ہے۔ جس سے اصلاحِ نفس ممکن ہوتی ہے۔ رقتِ قلبی کے بغیر تزکیہ نفس ممکن نہیں ہے۔ اسی بنا پر علماء و صوفیا کے ہاں رقتِ قلبی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اپنی کتاب لطائف المعارف میں ایک باب ذکرِ الٰہی پر قائم کیا ہے اور ذکر کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فاما رقة القلوب فتنشا عن الذكر؛ فان ذكر الله يوجب خشوع القلب و صلاحه ورقته، ويذهب بالغفلة عنه"۔[21]

(ذکر سے ہی دلوں کے اندر رقت پیدا ہوتی ہے؛ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کے اندر خشوع، اس کی اصلاح اور رقت کو لازم کر دیتا ہے۔ اور اس کی غفلت کو دور کر دیتا ہے۔)

تصوف کی اصل قرآن و سنت

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو خود کو صوفی کہلاتے ہیں مگر کتاب و سنت کی تعلیمات سے بے تعلق اور بے بہرہ ہوتے ہیں۔ شریعت کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ کثرت کے ساتھ بدعات اور خرافات میں پڑے ہوتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل کسی صورت بھی تصوف نہیں ہو سکتا۔ تصوف تو قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔ تمام علماء کرام اور کامل صوفیاو صالحین نے اسی کی تعلیم دی ہے۔ قرآن و سنت کی یہی تعلیم ہے کہ قرآن و سنت کو ہی اصل اور بنیاد مانا جائے۔ ابن رجب حنبلی نے بھی تصوف کے لیے قرآن و سنت کو ہی اصل قرار دیا ہے۔ اس کا اندازہ ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے کہ وہ جب بھی کسی موضوع پر بات کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا فرمان اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کو لاتے ہیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و اقوال کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد کہیں صوفیاو صالحین کے اقوال و واقعات کا حوالہ درج کرتے ہیں۔

اس کے لیے حوالہ درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کی کتب اس حقیقت کے بیان کے لیے بہت خوبصورتی کے ساتھ اس شخص کے لیے وضاحت پیش کر دیتی ہیں جو ان کا مطالعہ کرنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہر جگہ اور ہر موضوع کے تحت آیات و احادیث کو ہی بیان کیا ہے تو ان کو یہاں درج کرنا بہت طوالت کا باعث بھی بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے احکام کے مطابق چلان اطاعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی تقوی و تصوف کی اصل ہے، کہتے ہیں:

"فالسعيد من اغتنم مواسم الشهور و الايام و الساعات ، و تقرب فيها الى مولاه بما فيها من وظائف الطاعات"۔[22]

(خوش بخت ہے وہ شخص کہ جو ان مہینوں، ایام اور گھڑیوں کو غنیمت جانے اور ان میں موجود طاعات کے وظائف کے ذریعہ اپنے مولا کا قرب حاصل کرے۔)

تو جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ صوفی نہیں ہو سکتا۔ اور وہی شخص صوفی و متقی ہے کہ جو کتاب و سنت کا کامل متبع و فرمانبردار ہو۔

موضوعاتِ تقوی و تصوف پر تصانیف

ابن رجب حنبلی کتبِ کثیرہ کے مصنف ہیں اور آپ کی تصانیف متعدد علوم و فنون پر مشتمل ہیں اور ہر ایک فن میں راہنما ہیں۔ آپ نے دینِ اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے کثیر وقت دیا، خصوصی طور پر آپ نے موضوعات تصوف پر متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ کی کثرتِ تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے عبدالحی صاحب شذرات کہتے ہیں:

"عرف ابن رجب بالتفرغ للعلم و التصنیف۔"[23]

(ابن رجب حنبلی: کہ وہ علم و تصنیف میں مشغول رہنے کے حوالہ سے معروف تھے۔)

اس مشغولیت میں انہوں نے کثیر کتب تصنیف کی ہیں لیکن یہاں ان کی ان چند کا تذکرہ کرنا مقصود ہے کہ جو ہمارے موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی وہ کتب کہ جو تصوف، تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کے لیے تحریر کی گئی ہیں۔ اور وہ کتب درج ذیل ہیں:

1۔ اختیار الابرار
2۔ لطائف المعارف
3۔ الاستیطان فیما یعتصم به العبد من الشیطان
4۔ اهوال القبور و احوال اهلها الی النشور
5۔ الایضاح و البیان فی طلاق کلام الغضبان
6۔ البشارة العظمی فی ان حظ المؤمن من النار الحمی
7۔ التخویف من النار و التعریف بحال دار البوار
8۔ تهذیب اهل القبور
9۔ تفسیر سورة الاخلاص
10۔ التوحید
11۔ الخشوع فی الصلوة (او الذل و الانکسار)
12۔ ذم قسوة القلب
13۔ ذم المال و الجاه
14۔ ریاض الانس
15۔ العلم النافع
16۔ صفة النار و صفة الجنة
17۔ الفرق بین النصیحة و التعییر
18۔ مختصر فیما روی عن اهل المعرفة و الحقائق فی معاملة الظالم السارق

19۔ مکفرات الذنوب و درجات الثواب و ودعوات الخیر

20۔ نزھة الاسماع فی مسئلة السماع

21۔ نورالاقتباس فی مشکاة وصیة النبیﷺ لابن عباس

22۔ اختیار الاولی فی شرح اختصام الملاء الاعلی

یہ تمام کتب آپ نے اصلاحِ حال و تزکیہ نفس اور تطہیر قلب و تربیتِ عمل کے مقصد سے تحریر فرمائی ہیں۔ ان تمام کتب کو جاننے کے بعد کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ ان رجب حنبلی تزکیہ نفس، تصوف اور زہد وورع میں کتنے پختہ تھے۔ اور اس مشن میں انہوں نے کتنی عظیم کاوشیں کی ہیں۔ ان تمام کتب میں آپ نے تعلیماتِ تصوف کو قرآن و سنت کی روشنی میں بہت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن رجب کے نزدیک کشف و کرامات

کرامات اور خوارقِ عادت واقعات کا ظاہر ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اس وجہ سے کوئی بھی عالم اس سے انکار نہیں کرتا۔ ابن رجب حنبلی بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتب میں ان کے حوالوں کو درج کرکے یہ ثبوت دیا ہے کہ نہ صرف آپ اس کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ اس سے استناد اور احتجاج بھی کرتے ہیں۔ داؤد طائی کے بارے کہا کہ انہوں نے ایک عورت کے مقبرہ سے معرفت پر دو اشعار سنے تو آپ کی کیفیت یہ ہو گئی:

"فوقعتا من قلبه موقعا، فاستيقظ بهما ورجع زاهدا فی الدنيا، راغبا فی الآخرة، فانقطع الى العبادة الى ان مات رحمه الله"۔[24]

(وہ اشعار ان کے دل پہ جا لگے، تو ان کے سبب خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے اور دنیا سے بے رغبت ہو گئے، آخرت کی طرف راغب ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف علیحدہ ہو گئے اور موت تک اسی حال میں رہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔)

داؤد طائی کا ایک قبر سے اشعار کا سننا اور ان سے تعلیم پر اپنی اصلاح کرنا اور راہِ تصوف اختیار کرنا یقینی طور پر کشف و کرامات کے قبیل سے ہے۔ اور ابن رجب حنبلی نے اس کو نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اسے انہوں نے اپنی کتاب میں حجت بنایا ہے۔

ان تمام تفصیلات واضح ہو جاتا ہے کہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ اسلامی دنیا کے ایک عظیم مبلغ، مصلح، عالم با عمل اور صوفی باصفا تھے۔ آپ کی خدمات اسلامی تاریخ میں قیامت تک کے لیے لازوال ہیں۔ ان کی تعلیمات کی بنیاد پر بہت سے لوگوں نے راہِ راست پائی اور گمراہیوں کے اندھیروں سے نکل گئے۔ آپ ذاتی طور پر ایک صوفی مزاج انسان تھے اور تصوف کو پسند کرنے والے اور صوفیا سے محبت کرنے والے تھے۔ آپ نے زہد و تقوی کے بلند مراتب کو پایا۔

نتائج البحث

1۔ ابن رجب حنبلی ایک مستند عالم ہونے کے ساتھ صوفی باصفا تھے۔

2۔ انہوں نے علم وعبادت کو اپنی زندگی میں جمع کیا۔

3۔ قرآن وسنت کو تصوف کی بنیاد مانتے ہیں۔

4۔ جو عمل اور طرزِ عمل قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہے اسے رد کرتے ہیں۔

5۔ صوفیا سے محبت والفت رکھتے اور ان کی درست تعلیمات کو پسند کرتے ہیں۔

6۔ کتاب وسنت کے تابع صوفیا کے اقوال و آثار سے استناد واحتجاج بھی کرتے ہیں۔

سفارشات

1۔ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ کی زندگی کے صوفیانہ پہلوؤں کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔

2۔ جس طرح ان کا تعارف ایک ماہر وحاذق عالم کے طور پر ہے اسی طرح ایک صوفی وزاہد کے طور پر بھی کروایا جائے۔

3۔ ان جیسے علماء وصلحا کی تعلیماتِ تصوف کو عام کرکے مبتدعین ومنحرفین کی تعلیمات کو رد کر دیا جائے۔

4۔ ان کے نظریہ کو شائع کیا جائے تاکہ لوگ حقیقی تصوف سے آشنا ہوں۔

5۔ ابن رجب حنبلی ہوں یا دیگر علماء ان کے اخلاق وتصوف کے آثار واحوال پر کانفرنسز کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]۔ ابن العماد، شہاب الدین ابو الفلاح عبد الحی بن احمد بن محمد العکری الحنبلی الدمشقی، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، دار ابن کثیر للطباعۃ والنشر والتوزیع–دمشق–بیروت، الطبعۃ الاولیٰ: 1413ھ–1992ء، 8/578

[2]۔ الدوسری، جاسم الفهید، مقدمۃ التحقیق: اختیار الاولی فی شرح حدیث اختصام الملاء الاعلی لابن رجب، مکتبہ دار الاقصی–الکویت، الطبعۃ الاولی: 1406ھ–1985ء، ص: 11

[3]۔ ابن العماد، شذرات الذهب، 8/579

[4]۔ العجمی، محمد بن ناصر، مقدمۃ التحقیق: نور الاقتباس فی مشکاۃ وصیۃ النبی لابن عباس لابن رجب حنبلی، دار البشائر الاسلامیۃ للطبعۃ والنشر و التوزیع–بیروت–لبنان، الطبعۃ الرابعہ: 1424ھ–2003ء، ص: 13

5۔ ایضاً، ص:14

6۔ السواس، یسین محمد، مقدمۃ التحقیق: لطائف المعارف لابن رجب، دار ابن کثیر-بیروت-لبنان، 1420ھ-1999ء، ص:13-19

7۔ ابن حجر، شیخ الاسلام حافظ شہاب الدین احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی، الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ، دار احیاء التراث العربی-بیروت-لبنان، س-ن، 2/322

8۔ ابن المبرد، الامام یوسف بن حسین بن عبد الھادی الدمشقی الصالحی الحنبلی، الجواھر المنضد فی طبقات متاخری اصحاب احمد، تحقیق و تقدیم: الدکتور عبد الرحمن بن سلیمان العثیمین، مکتبۃ العبیکان، س-ن، ص:53

9۔ البقرہ:2:44

10۔ ابن العماد، شذرات الذھب، 8/579

11۔ ابن العماد، شذرات الذھب، 8/580

12۔ الدمشقی، محمد بن عبد اللہ ابن ناصر الدین، الرد الوافر، المکتب الاسلامی-بیروت-لبنان، 1980ء، ص:106

13۔ ابن المبرد، الجواھر المنضد، ص:47

14۔ ایضاً، ص:49

15۔ ابن رجب، ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد، لطائف المعارف، دار ابن کثیر-بیروت-لبنان، 1420ھ-1999ء، ص:101

16۔ ابن رجب، لطائف المعارف، ص:572

17۔ ایضاً، ص:571

18۔ ابن العماد، شذرات الذھب، 8/579

19۔ ابن حمید، شیخ محمد بن عبد اللہ النجدی الحنبلی مفتی الحنابلہ مکۃ المکرمۃ، السحب الوابلہ علی ضرائح الحنابلۃ، مکتبہ امام احمد-مکہ مکرمہ، 1343ھ، ص:197

20۔ ابن رجب، لطائف المعارف، ص:40

21۔ ابن رجب، لطائف المعارف، ص:46

22۔ ابن رجب، لطائف المعارف، ص:40

23۔ ابن العماد، شذرات الذھب، 8/580

24۔ ابن رجب، لطائف المعارف، ص:571